© rasailojaraid.com

اس لیے اس کو زکوۃ دینی یا اس کے فائدہ اور نفع کے لیے اس کے کسی کام میں مال زکوۃ صرف کرنا جائز نہیں
آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں ان الصدقۃ لاتنبغی لآل محمد انما ھی اوساخ الناس (مسلم) اور فرمایا
لایحل لکم اھل البیت من الصدقات شئ انما ھی غسالۃ الایدی وان لکم فی خمس الخمس ما
یغنیکم (طبرانی) وکذا فی کتب الحنفیۃ مثل رسائل الارکان وفتح القدیر والبحر الرائق۔
(۶) زکوۃ کا مال مسجد کے کسی کام میں صرف کرنا جائز نہیں نہ اس سے کسی کو اذان یا امامت کی اجرت
یا انعام دینا جائز ہے۔ نہ مالدار روزہ داروں کو اس سے کھلانا جائز ہے۔

سوال

ایک شخص نے ایک جائداد مثلاً ایک مکان خریدا اس میں پہلے سے ایک رنڈی کرایہ دار رہتی ہے۔
صاحب مکان نے ہر چند کوشش کی مگر قانوناً وہ اسکو نہیں ہٹا سکتا۔ نہ کوئی دوسری تدبیر چلتی ہے۔ کرایہ
وغیرہ کی تاخیر کا کیس چلانا چاہا مگر ناکام رہا۔ کیونکہ وہ خود ۳۰ تاریخ کو کرایہ مکان دے جاتی ہے ایسی صورت
میں صاحب مکان کے لیے رنڈی سے رقم لینی جائز ہے یا نہیں۔ اور پہلے سے آیا ہوا جو کرایہ جمع ہے اس کو
کیا کرے۔ نیز رنڈی سے حکیم فیس لے سکتا ہے یا نہیں۔ دوکاندار اس کے ہاتھ اپنی چیز فروخت کر سکتا ہے
یا نہیں۔ اس بارے میں اصل کلی کیا ہے۔ اور سود خوار کی کمائی میں اور رنڈی کی کمائی میں کیا فرق ہے؟

جواب

عند الحنفیہ اپنا مکان ایسے شخص کو کرایہ اور اجارہ پر دینا جو اس میں کسی معصیت اور امر حرام کا
ارتکاب کرے یا اپنی زمین ایسے شخص کو فروخت کرنی جو اس میں بتخانہ وغیرہ بنائے جائز ہے۔ وفی الفتاوی
الغیاثیہ لاباس ببیع العصیر ممن یتخذہ خمرا ولا ببیع الارض ممن یتخذ کنیسۃ کذا فی التاتارخانیۃ
(عالمگیری ج ۳ صفحہ ۱۶) اور بذل المجہود ج ۲ صفحہ ۱۷۳ میں مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم لکھتے ہیں کتب مولانا الشیخ محمد
یحیی المرحوم من تقریر شیخہ حضرۃ مولانا الشیخ رشید احمد قدس سرہ ثم فیہ (فی ایتاء
عمر حلۃ الحریر لاخ لہ مشرک) دلیل لما ذھب الیہ الامام من اجارۃ المسلم دارہ ممن یعلم
انہ یرتکب فیھا حراما کالمجوسی یتخذہ بیت نار او وثنی یتخذہ بیت الاصنام الی غیر ذلک وذلک
لان ایتاءہ ذلک لیس بمستلزم تلک المعصیۃ وانما یتخلل بینھما فعل فاعل مختار بین ان
یفعل او ان لایفعل فان عمر حین اعطی الحلۃ اخاہ کان علی یقین من لبسہ ایاھا غیر انہ
لما لم یکن مستلزما للبسہ ایاھا بل جاز ان یکون کسوۃ ایاہ کالکسوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک الحلۃ
عمر فانہ لم یترتب علیہ لبس عمر ایاھا کذلک کان جائزا ھھنا انتھی ما فی البذل قلت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الاستدلال به علی ما ذهب الیه ابوحنیفة رح سخیف جدا بعید غایة البعد فان لبس الحریر لیس کعبادة النار والصنم والوثن ولا کالبغاء والزناء فان الاول کان مباحا فی شرعنا فی اول الامر واما عبادة غیر الله والفواحش فلم تکن حلالا قط لا فی شرعنا ولا فی شرع من قبلنا فقیاس ذلک علی هذه لیس فی موضعه وایضا الکافر لیس بمخاطب بالفروع عند الحنفیة واما التوحید وعدم الاشراک بالله والاجتناب عن عبادة غیر الله والفواحش فلا شک انه مکلف به ومامور به ومطلوب منه فی کل حین وایضا قصة ایتاء عمر الحلة لاخیه المشرک انما تکون حجة اذا ثبت اطلاع النبی صلی الله علیه وسلم علی ذلک وتقریره ایاه ولم یتحقق ذلک الی الآن وایضا من این علم ان عمر کان علی یقین من لبس اخیه المشرک تلک الحلة؟ وهذا الحکم من صاحب التقریر لا شک انه من قبیل الرجم بالغیب فلا ینبغی الالتفات الیه ولسخافة هذا الاستدلال وبعده عن الصواب وجوه اخری لا تخفی علی المتامل . . . . . .

فالذی ندین الله به انه لا یجوز اجارة الدار لمن یرتکب فیها حراما من المحرمات او معصیة من المعاصی مثل الزناء والبغاء وعبادة النار والصنم والقمار وعصر العنب للخمر وبیعه وشربه قال الامام الحافظ ابن تیمیة فی فتاواه ج ۲ صـ ۲۳۲ ثم فی معنی هؤلاء کل بیع او اجارة او اعارة تعین علی معصیة اذا ظهر القصد وان جاز ان یزول قصد المعصیة مثل بیع السلاح للکفار او للبغاة او لقطاع الطریق او لاهل الفتنة وبیع الرقیق لمن یعصی الله فیه الی غیر ذلک من المواضع فان ذلک قیاس بطریق الاولی علی عاصر الخمر ومعلوم ان هذا انما استحق اللعنة وصارت اجارته وبیعه باطلا اذا ظهر ان المشتری او المستاجر یرید التوسل بماله ونفعه الی الحرام فیدخل فی قوله تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ومن لم یراع المقاصد فی العقود یلزمه ان لا یلعن العاصر وان یجوز له ان یعصر العنب لکل احد وان ظهر له ان قصده التخمیر لجواز تبدل القصد ولعدم تاثیر القصد عنده فی العقود وقد صرحوا بذلک وهذا مخالف بنیته لسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ولیوید هذا ما رواه الامام ابو عبد الله بن بطه باسناده عن عبد الله بن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حبس العنب ایام القطاف حتی یبیعه من یهودی او نصرانی او ممن یتخذه خمرا فقد تقحم النار علی بصیرة انتهی وقال ابن قدامة فی المغنی ج ۶ صـ ۱۳۶ ولا یجوز للرجل اجارة داره لمن یتخذها کنیسة او بیعة او یتخذها لبیع الخمر والقمار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وبہ قال الجماعۃ وقال ابوحنیفۃ رح ان کان بنیتک فی السواد فلا باس ان توجرہ لذلک و خالفہ صاحباہ واختلف اصحابہ فی تاویل قولہ۔ ولنا انہ فعل محرم فلم تجز الاجارۃ علیہ کاجارۃ عبدہ للفجور انتہی۔ ثم انہ لابد علیک ان تراجع زاد المعاد صہ ۳۹ ج ۲ للحافظ ابن القیم فانہ لبسط فیہ مذاہب الائمۃ الاربعۃ مع الدلیل ثم رد علی ابی حنیفۃ رح ردا حسنا لعلک لاتجد ہذا البسط عند غیرہ۔

یہ معلوم ہے کہ رنڈی کا اجارہ علی الزنا حرام ہے اور اس کی کمائی (اجرت زنا) شرعاً خبیث وناپاک ہے یہاں تک کہ بعد توبہ بھی اس کے لیے اس کمائی سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ نھی رسول اللہ عن ثمن الکلب ومھر البغی وحلوان الکاھن (صحیحین) لیکن بایں ہمہ اس کے لیے یہ ضروری نہیں بلکہ جائز بھی نہیں کہ اس اجرت کو جسے وہ لے چکی ہے اپنے سابق آشناؤں کو واپس کرے۔ بلکہ اسے اپنی یہ حرام کمائی فقراء ومساکین کو دے دینی چاہیئے اس نیت سے نہیں کہ اس کو اس خیرات پر اخروی اجر حاصل ہوگا لان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بلکہ محض دفع فاقہ ورفع مشقت کی نیت سے قال الامام الحافظ ابن القیم فی زاد المعاد صہ ۳۷ ج ۲ فان قیل فما تقولون فی کسب الزانیۃ اذا قبضتہ ثم تابت ھل تجب علیھا ردھا الی اربابھا ام یطیب لھا ام تصدق بہ قلنا ھذا ینبنی علی قاعدۃ عظیمۃ من قواعد الاسلام وھی ان قبض مالیس قبضہ شرعا ثم اراد التخلص منہ فان کان المقبوض قد اخذ بغیر رضا صاحبہ ولا استوفی عوضہ ردہ علیہ فان تعذر ردہ علیہ قضی بہ دینا یعلمہ علیہ فان تعذر ذلک ردہ الی ورثتہ فان تعذر ذلک تصدق بہ عنہ فان اختار صاحب الحق ثوابہ یوم القیامۃ کان لہ وان ابی الا ان یاخذ عن حسنات القابض استوفی منہ نظیر مالہ و کان ثواب الصدقۃ للمتصدق بھا کما ثبت عن الصحابۃ رضی اللہ عنھم وان کان المقبوض برضا الدافع وقد استوفی عوضہ المحرم کمن عاوض علی الخمر اوخنزیر او علی زنا او فاحشۃ فھذا لا یجب رد العوض علی الدافع لانہ اخرجہ باختیارہ واستوفی عوضہ المحرم فلا یجوز ان یجمع لہ بین العوض والمعوض فان فی ذلک اعانۃ لہ علی الاثم والعدوان وتیسیر اصحاب المعاصی علیہ واذا لم یرد الزانی وصاحب الفاحشۃ اذا علم انہ ینال غرضہ ولیسترد مالہ فھذا مما تصان الشریعۃ عن الاتیان بہ ولا یسوغ القول بہ وھو یتضمن الجمع بین الظلم والفاحشۃ والغدر وعن اقبح القبیح ان یستوفی عوضہ من المزنی بھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثم یرجع فیما اعطاھا قہرا وقبح ھذا مستقر فی نظر جمیع العقلاء فلا تأتی بہ شریعۃ ولکن لا یطیب للقابض اکلہ بل ھو خبیث کما حکم علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن خبثہ لخبث مکسبہ لا لظلم من اخذ منہ فطریق التخلص منہ وتمام التوبۃ بالصدقۃ بہ فان کان محتاجا الیہ فلہ ان یأخذ قدر حاجتہ ویتصدق بالباقی فھذا حکم کل کسب خبیث لخبث عوضہ عینا کان او منفعۃ ولا یلزم من الحکم بخبثہ وجوب ردہ علی الدافع فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم بخبث کسب الحجام ولا یجب ردہ علی دافعہ انتہی بقدر الضرورۃ۔

اور جب رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جس میں وہ پیشہ کمائے شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ اور یہ اجارہ باطل ہے (کما قال ابن القیم ص۳۹ ج۲ اذا غلب علی ظنہ ان المستأجر ینتفع بھا فی محرم حرمت الاجارۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن عاصر الخمر ومعتصرھا والعاصر انما یعصر عصیرا ولکن لما علم ان المعتصر یرید ان یتخذہ خمرا فیعصرہ لہ استحق اللعنۃ والیضا فان ھذا معاونۃ علی نفس ما یسخط اللہ ویبغضہ ویلعن فاعلہ فاصول الشرع وقواعدہ تقتضی تحریمہ وبطلان العقد علیہ انتہی) تو مالک مکان شرعاً اجرت وکرایہ کا مستحق نہیں ہوگا لیکن چونکہ صورت مسئولہ میں رنڈی کو اس مکان سے قانوناً نکالا نہیں جاسکتا اور باوجود مالک مکان کی کراہت وعدم رضا کے وہ اس مکان سے سکونت کے ذریعہ فائدہ اٹھاتی رہیگی اس لیے مالک مکان کرایہ لینے سے انکار نہ کرے کیونکہ کرایہ نہ لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ رنڈی عوض (کرایہ مکان) اور معوض (منفعت مکان یعنی سکونت) دونوں کے ساتھ منتفع ہوتی رہے جو سراسر اعانۃ علی الاثم والعدوان میں داخل ہے۔ اور اصحاب معاصی کے لیے سہولت وآسانی پیدا کرنے کے مرادف ہے اور یہ عقل وفطرت ومذہب سب کے خلاف ہے پس مالک مکان کرایہ لے لیا کرے لیکن اس خیال سے نہیں کہ وہ از روئے شریعت اس اجرت وکرایہ کا مستحق ہے اور اس کے لیے اس سے انتفاع جائز ہے بلکہ محض اس خیال سے کہ حتی الامکان اعانۃ علی الاثم والعدوان کا ذریعہ بننے سے محفوظ رہے پھر یہ کرایہ اور وہ روپیہ جو رنڈی سے لیا ہو اس کے پاس جمع ہے سب کا سب ہاؤس ٹیکس انکم ٹیکس منافع ٹیکس اور مالگذاری میں صرف کرتا رہے اور فاقہ مست محتاجوں اور معذوروں کو دیدیا کرے اس نیت سے نہیں کہ اس کو اس خیرات کا ثواب ملیگا بلکہ محض فقر وفاقہ گرسنگی اور برہنگی دور کرنے کے ارادہ سے عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ادیت زکاۃ مالک فقد قضیت ما علیک ومن جمع مالا حراما ثم تصدق بہ (ای لتحصیل الاجر) لم یکن فیہ اجر وکان اصرہ علیہ رواہ ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیھما والحاکم کلھم من روایۃ دراج عن ابن حجیرۃ عنہ ورواہ الطبرانی من حدیث ابی الطفیل ولفظہ من کسب مالا حراما فاعتق منہ ووصل منہ رحمہ کان ذلک اصرا علیہ وروی ابوداؤد فی المراسیل عن القاسم بن مخیمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکتسب مالا من ماثم فوصل بہ

© rasailojaraid.com